شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری

اکابر علماء دیوبند کا

اتباع سنت

اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہے " قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالے گا۔

دُرِ منثور میں کثرت سے روایات ذکر کی گئی ہیں کہ بہت سے لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ جل شانہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو اپنی محبت کے لئے علامت قرار دیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔"

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ میرا اتباع کرو نیک کاموں میں وہ تقویٰ ہیں، تواضع ہیں اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے میں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اتباع سنت ہے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " میں نہ پاؤں کسی کو اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے، اُس کے پاس میرے اوامر میں سے کوئی امر آئے یا نواہی میں سے کوئی نہی آئے اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے، جو قرآن میں ہمیں ملے گا اسی پر عمل کریں گے۔"

مشکوٰۃ میں مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ " مجھے قرآن دیا گیا ہے اور قرآن ہی کے برابر دوسری چیزیں (یعنی سنت)۔ قریب ہے کہ کوئی آدمی پیٹ بھرا اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے یہ کہے کہ تم لوگ صرف قرآن ہی کو لو، جو اس میں حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور

جو حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو۔ حالاں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے وہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے (یعنی جس چیز کی حرمت یا حلت حدیث سے ثابت ہو وہ ایسے ہی ہے جیسے قرآن سے ثابت ہو) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "پیٹ بھرا" کا لفظ اس وجہ سے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کی خرافات جب ہی سوجھتی ہیں جب لذائذ میں آدمی ہو۔ فقر و فاقہ اور تنگ دستی میں یہ حماقتیں نہیں سوجھتیں۔ دوسری حدیث پاک میں عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون نقل کیا گیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ "تم میں سے کوئی شخص اپنے گاؤ تکیہ پہ کمر لگائے یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بجز اس کے جو قرآن پاک میں ہے حرام نہیں کی۔ خبردار! خدا کی قسم، میں نے بھی کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے اور نصیحت کی ہے اور بہت سی چیزوں سے روکا ہے۔ وہ بھی قرآن کے مقدار میں ہے، بلکہ زیادہ ہی ہے"

اس حدیث میں "گاؤ تکیہ پہ کمر لگانے" کا مطلب وہی ہے جو پہلی میں "پیٹ بھرے" کا تھا کہ ایسی حماقتیں ثروت ہی میں سوجھتی ہیں جب تنعم بہت بڑھ گیا ہو۔ جیسا کہ متکبرین و متجبرین کی عادت ہے جن کا دین کے معاملات میں اہتمام بہت کم ہوتا ہے۔ اپنے گھر میں تنعم میں پڑے رہتے ہیں، علم کے سیکھنے سکھانے سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔

حضرت عرباضؓ ہی سے ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بڑا بلیغ وعظ فرمایا کہ جس سے آنکھیں بہہ پڑیں۔ قلوب دہل گئے۔ ایک آدمی نے کہا کہ "یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو جیسے رخصتی وعظ ہو، لہذا کوئی نصیحت ہمیں فرمائیے۔" تو آپؐ نے فرمایا کہ "..... میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور دین میں نئی باتوں سے بچو۔ کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی تو اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا عمل کرنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جو کوئی دین میں نئی چیز پیدا کرے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو ناپسند ہے تو اس کو عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ جو جماعت سے نکلے گا جہنم میں جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جس نے میری سنت سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ جو کوئی میری سنت پر عمل کرے میری امت کے فساد کے وقت تو اس کو سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ نیز ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میرے اتباع بغیر چارہ نہ ہوتا۔

مؤطا امام مالکؒ میں حدیث مرسل نقل کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جب تک ان کو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور سنت۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "جو کسی بدعتی کی تعظیم کرے تو اس نے گویا اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کی" یہ چند احادیث مشکوٰۃ شریف سے اتباعِ سنت کے اہتمام میں نقل کی ہیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارے اکابر فرمایا کرتے تھے کہ سنت کو پختہ پکڑنا نجات ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ سنت مثل کشتی نوح علیہ السلام کے ہے جو اس میں بیٹھ گیا وہ بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہوگیا (العبودیہ ص ۵۴)

اصل چیز اتباعِ سنت ہے اور جس کو پرکھنا ہو اسی معیار پر پرکھا جائے گا۔ جو شخص اتباعِ سنت کا جتنا زیادہ اہتمام کرے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و مقرب ہوگا۔ روشن دماغی چاہے اس کے پاس کو بھی نہ آئی ہو۔ اور جو شخص اتباعِ سنت سے جتنا دور ہے اللہ تعالیٰ سے بھی اتنا ہی دور ہے چاہے وہ مفکرِ اسلام۔ مفکرِ دنیا، مفکرِ سمٰوات بن جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاوٰی ص۱۱ میں فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت کو مضبوطی سے پکڑیں۔ ان میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ جو اس کے دل میں آئے اس پر بغیر کتاب و سنت کی موافقت کے عمل کرے۔ اور یہ قاعدہ کلیہ جس پر جملہ اولیاء اللہ متفق ہیں۔ جو اس کے خلاف کرے وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہوگا بلکہ یا تو کافر ہوگا یا جاہل۔ اور یہ بات مشائخ کے کلام میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ چنانچہ شیخ ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ میرے قلب میں بعض صوفیانہ رموز وارد ہوتے ہیں۔ مگر میں انہیں بغیر دو گواہ (کتاب و سنت) کے قبول نہیں کرتا۔ اور حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ علم (تصوف) قرآن اور سنت کے ساتھ مربوط ہے جس نے قرآن و حدیث نہ پڑھا ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ ہمارے علوم میں کلام کرے۔

حضرت ابو عثمان نیشاپوری فرماتے ہیں کہ جس نے سنت کو اپنے قول و فعل میں حاکم بنا لیا اس کا کلام حکمت ہوگا اور جس نے خواہشات نفس کو حاکم بنایا وہ بدعت میں مبتلا ہوگا۔ اس لئے قرآن پاک کا ارشاد ہے وَاِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا یعنی رسول کا اتباع کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور ابن نجید فرماتے ہیں "ہر وہ حال جس پر کتاب و سنت کی شہادت نہ ہو وہ باطل ہے" دوسری جگہ ص ۵۸۵/۱۱ میں فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ عمل جب تک خالص اور صواب نہ ہو قابلِ قبول نہیں۔ خالص کا تو مطلب یہ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور صواب کا مطلب یہ ہے کہ سنت کے موافق ہو۔ حضرت سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ جس کے دل میں کوئی خیر کی بات آئے اسے اس وقت تک اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ اس کے لئے کوئی اثر نہ مل جائے۔ اس سلسلہ میں جب کوئی اثر سن لے تو نور علیٰ نور ہے۔ حضرت سہل تستریؒ کا ارشاد ہے کہ "ہر وہ عمل جو بدعت پر ہوگا وہ نفس پر عذاب ہے اور جو عمل اکابر کی اقتدا بغیر ہوگا وہ نفس کا دھوکا ہے۔"

اس بارے میں بہت کثرت سے اقوال شیخ الاسلامؒ نے بھی نقل کئے ہیں اور دوسرے حضرات نے بھی کہ جو عمل اتباع سنّت کے بغیر ہوگا وہ گمراہی ہے۔

اب ذرا ہٹ دھرمی اور عناد سے ہٹ کر اکابر دیوبند کا اہتمام سنّت پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔ کہ اتباع سنّت کا اہتمام اس گروہ میں کتنا رہا۔ اس کے واقعات تو اکابر کی سوانحوں میں لاتعد و لاتحصیٰ ملیں گے۔ ان کا احصار تو اس رسالہ میں بہت مشکل ہے۔ بلکہ ضخیم کتابوں میں بھی مشکل ہے۔ مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں نکالنا سنّت ہے اور دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہننا سنّت ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے معمولات میں سینکڑوں جگہ لکھا ہے اور میرا خود بھی مشاہدہ ہے۔ کہ حضرت قدس سرہٗ جب مسجد سے نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکال کر جوتے یا کھڑاؤں پر رکھتے پھر دایاں پاؤں نکال کر پہلے اس میں جوتا یا کھڑاؤں پہنتے۔ پھر بائیں پاؤں میں جو پہلے سے جوتے پر رکھا ہوتا پہنتے۔ ایک شخص آئے، قصہ تو لمبا ہے۔ حضرت قدس سرہٗ اس وقت استنجا کے گئے ہوئے تھے۔ حضرت کے آنے پر کہا جناب آداب۔ حضرت نے غصہ میں فرمایا یہ کون بے ادب ہے۔ جس کو شریعت کا ایک ادب بھی معلوم نہیں۔ ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور بولے حضرت سلامت۔ آپ کے چہرہ پر غصہ کا اثر ظاہر ہو گیا اور فرمایا۔ مسلمانوں والا اسلام چاہئے۔ یہ کون ہے حضرت سلامت والا
تذکرۃ الرشید ص ۴۹

حضرت کے وصیت نامہ میں بہت زور سے لکھا ہے۔ "اپنی زوجہ، اپنی اولاد اور سب دوستوں کو بتاکید وصیت کرتا ہوں کہ اتباع سنّت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں۔ تھوڑی مخالفت کو بہت سخت دشمن اپنا جانیں۔"

شیخ الہند مولانا محمود حسن حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ کا معمول تھا کہ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تھے۔ کسی شاگرد نے عرض کیا حضرت بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب تو آدھا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں بھائی یہ تو مجھے بھی معلوم ہے مگر بیٹھ کر پڑھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

حیات شیخ الہندؒ صد ۱۶۱ میں لکھا ہے کہ کوئی قول و فعل خلاف شریعت ہونا تو درکنار، مدتوں خدمت میں رہنے والے خادم بھی یہ نہیں بتا سکتے کہ کوئی ادنیٰ سا فعل بھی آپ سے خلاف سنت سرزد ہوا۔ دن ہو یا رات، صحت ہو یا مرض، سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت۔ ہر حالت میں حضرت کو اتباع سنّت کا خیال تھا۔ خود بھی عمل کرتے اور اپنے متبعین متوسلین کو بھی قولاً و عملاً اسی کی ترغیب دیتے اور رفتہ رفتہ عمل بالسنّۃ حضرت کے لئے ایک امر طبعی ہو گیا تھا جس میں کسی تکلف و تحریک کی ضرورت ہی نہ تھی۔ نہایت سہولت و متانت سے سنن و مستحبات کو ملحوظ رکھتے تھے مگر یہ نہیں کہ ہر وقت ہر ہر فعل پر حاضرین کے جتلانے یا ان سے داد لینے کے لئے حدیث پڑھ کر سنائیں یا عمل کریں۔ نیا پھل کسی نے پیش کیا تو خوشبو سونگھی۔ آنکھوں سے لگایا پھر کسی بچہ کو پکارا اور اس کو دے دیا۔ اور کبھی کبھی یہ دیکھنے

کے حیلہ سے کہ بارش ختم ہو گئی یا نہیں دوچار قطرے سر اور جسم پر پے کر حدیث عہد برنی کا لطف اٹھا لیا۔ ایک روز احقر (مولانا میاں اصغر حسین صاحب) کی عیادت کو تشریف لائے اور صرف مصافحہ کر کے واپس ہونے لگے میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو بھی آج ہی حدیث پر عمل کرنا تھا۔ تبسم فرما کر فوراً پڑھ دیا "العیادۃ فواق ناقۃ"۔ اسی میں ص۱۸۲ پر لکھا ہے۔ کہ مالٹا کی حراست کے زمانہ میں اگرچہ مسافر پر قربانی نہیں اور قیدی پر تو ذبح کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی مگر حضرت کا معمول ہندوستان میں کئی کئی قربانیاں کرنے کا تھا۔ یہ جذبہ حضرت کو پیش آیا اور محافظان جیل کو اطلاع کی کہ ہمیں قربانی کی اجازت دی جائے اور جانور مہیا کیا جائے۔ دل کی نکلی ہوئی بات اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ محافظوں پر اثر ہوا اور ایک دنبہ سات گنی میں خرید کر دیا جس کی قیمت حضرت نے بہت طیب خاطر سے ادا کی اور اس دارالکفر میں جہاں زوال سلطنت اسلامیہ کے بعد کبھی اس سنت ابراہیمیؑ کے ادا ہونے کی نوبت نہ آئی ہو گی۔ دسویں ذی الحجہ کو بلند آواز سے تکبیر کہہ کر قربانی کر کے واضح کر دیا کہ عزیمت ہو تو زنداں میں مستحبات بھی ادا ہو سکتے ہیں۔

حدیث پاک میں سرکہ کے متعلق آیا ہے کہ بہترین سالن ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں جب بھی دسترخوان پر سرکہ ہوتا تو سب چیزوں سے زیادہ اس کی طرف رغبت فرماتے۔ اور کبھی گھونٹ بھی بھر لیتے۔ ایک مرتبہ بدن پر پھنسیاں وغیرہ نکل آئیں۔ اطباء نے سرکہ کو منع فرما دیا۔ پھر بھی حضرت سرکہ نوش فرما ہی لیتے۔ حضرتؒ نے اپنی چاروں صاحبزادیوں کی شادی اپنے استاد حضرت نانوتویؒ کے طرز پر ایسی ہی سادگی اور اتباع سنت سے کی جو حضرت جیسے محدث اعظم اور [illegible] سنت کے شایان شان تھی۔ کبھی جامع مسجد میں نماز کے بعد اعلان کر کے داماد کو بٹھا کر نکاح پڑھ دیا۔ کبھی مدرسہ میں علماء اور طلباء کے مجمع میں بطریق مسنون عقد کر دیا اور معمولی کپڑے پہنا کر معمولی ڈولی میں بٹھا کر رخصت کر دیا۔

(حیات شیخ الہند ص۲۰۵)

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ کے اتباع سنت کے واقعات اس قدر مشہور اور زباں زد ہیں کہ ان سب کا لکھوانا تو بہت مشکل ہے اور اس کے دیکھنے والے ابھی تک بہت موجود ہیں۔ اس ناکارہ نے اپنے اکابر میں اخیر شب میں رات کو گڑگڑاتے ہوئے رونے والا دو کو دیکھا۔ ایک اپنے والد صاحبؒ کو اور دوسرے حضرت شیخ الاسلام کو۔ ایسی ہچکیاں اور سسکیاں لیتے تھے جیسے کوئی بچہ پٹ رہا ہو قاری اصغر میاں صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی لکھتے ہیں کہ:۔

"تہجد میں اول دو رکعتیں مختصر پڑھتے اور اس کے بعد دو رکعتیں طویل جن میں ڈیڑھ دو پارے قرأت فرماتے۔ تہجد کی قرأت قدرے جہر سے ادا فرماتے۔ پاس بیٹھا ہوا آدمی غور سے سنے تو پوری قرأت سن سکے۔ قرأت کرتے وقت اس قدر خشوع اتنا گریہ، سینہ مبارک سے ایسے کھولتے ہوئے گرم سانس، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت احادیث

میں ذکر کی گئی ہے۔

"کان یصلی ولجوفه ازیز کازیز المرجل من البکاء"

آپ نماز ایسی پڑھا کرتے تھے کہ آپ کے اندرون سے رونے کی وجہ سے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز کی طرح سے آواز آتی تھی ——— وہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر پہلے دعا مانگتے پھر مصلے پر استغفار کرنے کے لئے بیٹھ جاتے تسبیح ہاتھ میں ہوتی۔ جیب میں سے رومال نکال کر آگے رکھ لیتے۔ اگالدان قریب رکھ لیا کرتے۔ اس وقت رونے کا جو منظر بارہا دیکھنے میں آیا ہے وہ کسی اور وقت نہیں آیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں مسلسل جاری رومال سے صاف کرتے جاتے اور استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القیوم واتوب الیہ جھوم جھوم کر پڑھتے جاتے۔ کبھی کبھی اور بھی کلمات پڑھتے بعض اوقات اسی کرب و بے چینی کے عالم میں فارسی یا اردو کا کوئی شعر بھی پڑھا کرتے فجر کی نماز تک یہی معمول رہتا۔" (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۸۰)

اس ناکارہ زکریا نے پوربی ہندی کے دوسرے اس وقت میں بہت سے مفتی مہدی حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"عبادت خداوندی کا یہ ذوق کہ شدید مرض کی حالت میں بھی نماز فجر میں طوال مفصل ہی پڑھا کرتے تھے۔ سنت کی شیدائیت اتنے کمال کو پہنچی ہوئی تھی کہ جن امور کو ادنی تعلق معیت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو ان پر عمل کرتے تھے۔ دنیا کو حیرت ہوگی کہ دارالعلوم کے چمن میں کیکر کا درخت لگوایا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ اس درخت سے کیا فائدہ؟ نہ اس میں پھول نہ پھل۔ نہ اس سے خوشنمائی نہ بہ زینت چمن، پھر کیوں لگوایا؟ تحقیق سے پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہؓ سے بیعت لی تھی جو "بیعت رضوان" کے نام سے زبان زد خاص و عام ہے، یہ درخت اس کی یادگار ہے۔"

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۲۵)

بذل کی تحریر کے وقت جب نظائر والی حدیث ابو داؤد میں آئی جس کی ترتیب مصحف عثمانی کے خلاف ہے تو میرے حضرت قدس سرہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس حدیث کو ایک پرچہ پر نقل کر دو اور مجھے دے دو آج تہجد اسی پر پڑھیں گے۔ یہ حضرات سنت کے شوق میں ثواب کی کمی کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ میرے والد صاحبؒ کا مشہور مقولہ تھا کہ سنت کے موافق ماخانہ م جانا خلاف سنت نفلیں پڑھنے سے افضل ہے۔